© rasailojaraid.com

تبصرے

حیاتِ باقیؒ: مختصر سوانح حیات و تعلیمات حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ۔ از سید رشید احمد ارشد ایم۔اے
اکبر اور جہانگیر کے دور کے مشہور صوفی بزرگ اور برعظیم پاک و ہند میں نقشبندی سلسلۂ طریقت کے بانی حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ پر یہ ۱۴۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ جس کی ترتیب و تدوین میں زیادہ تر اُن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، جو اس موضوع پر عام طور سے مل جاتی ہیں۔ مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب کے لیے کچھ اور مراجع ہو سکتے تھے جو مخطوطات کی شکل میں انڈیا آفس لائبریری اور ہندوستان کے بعض دوسرے کتب خانوں میں موجود ہیں، لیکن اُن تک مصنف کی رسائی نہیں ہو سکی۔ اس لیے انھوں نے تمام تر حیاتِ باقیہ، زبدۃ المقامات اور شاہ ولی اللہ کی تصنیف انفاس العارفین پر ہی اعتماد کیا۔ زیرِ نظر رسالہ میں حضرت باقی باللہ کے مختصر حالات بھی آ گئے ہیں۔ ان کی تعلیمات کے اہم نکات بھی۔ نیز اُن کے بعض مشہور خلفا کا بھی ذکر ہے۔

صفحہ ۷۸ پر ایک عنوان ہے "توحید وجودی"۔ اس ضمن میں مصنف نے حضرت کے ملفوظات سے یہ اقتباس دیا ہے: "پھر کچھ دیر تک توحید وجودی کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور اس اختلاف کا ذکر آیا جو شیخ علاء الدولہ سمنانی اور شیخ ابن عربی کے درمیان رونما ہوا۔" حضرت باقی باللہ نے ان دونوں بزرگوں کے اس اختلاف کو معنوی نہیں بلکہ لفظی بتایا اور فرمایا، "یہ نزاع و اختلاف اس وقت تک دور نہیں ہوگا جب تک کہ شیخ علاء الدولہ اس بات کے قائل نہ ہو جائیں کہ خارجی موجودات صرف علمی وجود رکھتے ہیں، اور صورِ علمیہ ذات کے اعتبارات و شیون ہیں۔" توحید وجودی کے متعلق یہ وہی اختلاف ہے جو شیخ ابن عربی اور مجدد الف ثانی کے نقطہ ہائے نظر میں تھا اور جسے وحدتِ وجود اور وحدتِ شہود کا نام دیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور اس سلسلے میں کم و بیش وہی کہا ہے جو حضرت باقی باللہ کا موقف ہے۔ مصنف اگر یہاں اس کی کچھ وضاحت کر دیتے تو بڑا اچھا ہوتا۔

مصنف نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے امرائے شاہی کی عقیدت کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اکبری و جہانگیری دَور کے مشہور امیر شیخ فرید الدین بخاری حضرت کے بڑے معتقد تھے اور یہ وہی امیر ہیں جن کی کوششوں کا اکبر کے بعد جہانگیر کو برسر اقتدار لانے میں بڑا دخل تھا۔ صاحبِ موصوف کو اِن امرا کے ذریعہ دربار شاہی سے حضرت کے اس تعلق پر اور روشنی ڈالنی چاہیے تھی۔ کیونکہ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ امرا جن سے دورِ جہانگیری میں حضرت مجدد الف ثانی کی خط و کتابت رہتی تھی، وہ حضرت باقی باللہ کے پہلے سے عقیدت مند تھے، اور ایک لحاظ سے حضرت باقی باللہ ہی کے واسطے سے ان کا مجدد الف ثانی سے تعارف ہوا تھا۔ مصنف کو اس کی تفصیل بتانی چاہیے تھی۔

بابر ترکستان سے آیا تھا اور اس کے اکثر امرائے فوج انہی دیار کے تھے۔ نیز ترکستان میں تصوف کا نقشبندی طریقہ رائج تھا اور نقشبندی بزرگوں کے وہاں کے اربابِ اقتدار سے گہرے تعلقات تھے۔ اب حضرت باقی باللہ کا بابر کے پوتے اکبر کے دَور میں برِعظیم میں آنا اور یہاں طریقۂ نقشبندی کی طرح نو ڈالنا اور پھر اس طریقے کا مختصر مدت میں پھیل جانا اور بہت زیادہ موثر ہونا، یہ موضوع بھی بحث کا مستحق تھا۔ لیکن فاضل مصنف نے اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ہمیں اُن سے توقع تھی کہ وہ اپنے موضوع کے متعلق محض ادھر ادھر سے معلومات جمع کرنے پر اکتفا نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کے بارے میں کچھ زیادہ گہرا جائیں گے، اور حضرت باقی باللہ کی شخصیت اور ان کے تاریخی کردار پر تحقیقی نظر ڈالیں گے۔

رسالہ غیر مجلد ہے، قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ: کاشانۂ ارشد - ۳۱۹/۱۵ دستگیر سوسائٹی کراچی ۳۸۔

برِّصغیر میں مسلم قومیت کے تصوّر کا ارتقاء از محمد الیاس فارانی ایم۔ اے۔ ناشر ادارۂ مطبوعاتِ پاکستان۔ کراچی۔

یہ کتاب حکومتِ پاکستان کے ادارۂ مطبوعات نے شائع کی ہے اور اس کا "پیش لفظ" جناب شان الحق حقی نے لکھا ہے۔ موصوف کا یہ ارشاد تو بالکل صحیح ہے کہ "مسلم قومیت کی یعنی اس برِّصغیر کی مسلم قومیت کی سب سے بڑی شہادت اور سب سے بڑی پہچان اب یہی ملک ہے، جس کا نام پاکستان ہے۔۔۔۔۔" اور یہ کہ "ہم ان سیاسی حدودِ اربعہ کو جنھیں پاکستان کہتے ہیں، نظر انداز کر کے مسلم قومیت کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ اس سیاسی وجود کے بغیر یہ ایک پا در ہوا خیال، ایک تجریدی تصوّر رہ جاتا ہے۔ گویا مسلمانان درگور و مسلمانی در کتاب۔ اور اس مجرد تصوّر پر دنیا کا ایمان لانا شرط نہیں کیونکہ وہ

© rasailojaraid.com